جزیرۂ قبرص میں اسلام کی سرگذشت

محمد خالد مسعود

قبرص کی سر زمین پر تاریخ اسلام کا سب سے پہلا قافلہ * حضرت عثمان رض کے زمانے میں اترا - حضرت ابو بکر رض اور حضرت فاروق رض کے زمانے میں بازنطینی سلطنت کو جب پے درپے شکستیں ہوئیں اور بحیرہ روم کا جنوبی حصہ اس کے قبضے سے جاتا رہا - تو اسے مشرقی حصے کی حفاظت کے لئے بحیرۂ روم کے شمالی علاقے کو زیادہ مستحکم کرنا پڑا - چنانچہ قسطنطنیہ پر اس کی پوری توجہ مرکوز ہوگئی - امیر معاویہ رض اس علاقے کے گورنر ہوئے تو انہیں بازنطینی حکومت کی اس جنگی پالیسی پر غور کرنے کا موقع ملا - اسلامی سلطنت کی سرحدوں کی حفاظت کے لئے ضروری تھا کہ بحیرہ روم کی طرف سے ہونے والے حملوں کا سدباب کیا جائے - قبرص کا جزیرہ بازنطینی سلطنت کا بہت اہم مورچہ تھا - امیر معاویہ نے حضرت عمر رض سے قبرص پر حملے کی اجازت چاہی - لیکن آپ نے اجازت نہ دی - آخر حضرت عثمان رض کے زمانے میں ۲۷ ھ میں ایک طاقتور بحری بیڑہ لے کر حملہ آور ہوئے -

اس حملے میں حضرت امیر معاویہ کے ساتھ جہاں بہت سے جلیل القدر صحابہ حضرت ابوالدرداء رض، ابو ذر غفاری رض، عبادہ بن الصامت رض اور مقداد رض

---

* هیری لیوک جارج هل کے ساتھ تاریخ قبرص پر کام کرچکے هیں اور قبرص کے امور پر کئی کتابوں کے مصنف هیں۔ وہ لکھتے هیں (''قبرص'' لندن، ۱۹۵۷، ص ۳۴) کہ قبرص پر سب سے پہلا حملہ ۶۳۲ء میں حضرت ابو بکر رض کے زمانے میں ہوا - اور مسلمانوں نے کیتن (ضلع لارناکا) کو فتح کرلیا تھا - راقم الحروف کے نزدیک یہ بات تحقیق طلب ھے، اگرچہ عربی ماخذوں میں کہیں یہ ذکر نہیں، تاهم لیوک جیسے محقق کا قول نظرانداز نہیں کیا جاسکتا -

شامل تھے، وہاں عورتیں بھی کافی تعداد میں شرکت کررھی تھیں - جن میں حضرت عبادہ بن الصامت کی اھلیہ حضرت ام حرام بنت ملحان، حضرت معاویہ کی اھلیہ فاختہ بنت قرظہ اور ان کی بہن کتوہ بنت قرظہ کے نام معروف ھیں- حضرت ام حرام اس وقت تک ضعیف العمری کو پہنچ چکی تھیں ، لیکن بحری جہاد میں شرکت اور شہادت کی جو پیشینگوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے لئے فرمائی تھی، اسے پورا کرنے کا جذبہ پیرانہ سالی کے باوجود کشاں کشاں لے گیا- جب جہاز کنارے پر لگا تو حضرت ام حرام کے لئے خچر لایا گیا- لیکن خچر بدک گیا اور آپ گرتے ہی شہید ھوگئیں - اسی جگہ آپ کو دفن کردیا گیا - آپ کا مزار لارناکا کی خوبصورت نمکین جھیل کے کنارے موجود ھے جسے لوگ "حالا سلطان تکے" (سلطان ص کی خالہ کا تکیہ) کہتے ھیں- اس کے ساتھ ھی حسین مسجد ھے جو سمندر میں دور سے ھی نظر آنے لگتی ھے- آج بھی بحیرہ روم میں جہاز جب قبرص کے نزدیک پہنچتے ھیں تو مسلمان ملاح جھنڈے جھکا دیتے ھیں اور خود بھی فرط عقیدت سے سرنگوں ھوجاتے ھیں حضرت کتوہ بنت قرظہ بھی اسی حملے میں شہید ھوئیں -†

جنگی مہموں میں عورتوں کی شرکت اس بات کا ثبوت ھے کہ عرب جہاز رانوں کے لئے سمندر "بازی گاہ" تھے - بحری سفر کے شدائد ان کے شوق کو تیز کرتے تھے - موجوں سے آویزش اور طوفان سے کھیلنا ان کا معمول تھا - حبشہ کی طرف ھجرت کا سفر ھو یا قبرص کی جنگی مہم ، عورتیں ان کی بحری مہمات میں برابر شریک ھوتی تھیں -

قبرص فتح ھوا - اور خراج کی شرط پر صلح ھوئی - معاھدہ طے پایا کہ قبرص بازنطینی اور اسلامی سلطنت کے درمیان غیر جانبدار رھے گا - لیکن ۳۲ھ

† حضرت کتوہ کی شہادت کا ذکر طبری نے کیا ھے - "حالہ سلطان تکے" میں ایک تعارفی قلمی مسودہ پڑا ھے - اس میں حضرت ام حرام کے بارے میں لکھا ھے کہ وہ حضرت معاویہ کی بیوی تھیں اور حملے میں کافروں کے ھاتھوں شہادت پائی - راقم الحروف کے نزدیک اس مسودہ کے مصنف نے حضرت ام حرام اور حضرت کتوہ کے شہادت کے واقعات کو خلط ملط کردیا ھے - حضرت ام حرام کی شہادت خچر کے بدکنے سے ھوئی اور کافروں کے ھاتھوں شہادت حضرت کتوہ نے پائی جو حضرت معاویہ کی سالی تھیں جس کی وجہ سے مصنف کو یہ مغالطہ ھوا کہ وہ معاویہ کی بیوی تھیں -

میں انھوں نے مسلمانوں کے خلاف باز نطینیوں کی مدد کی۔ حضرت معاویہ اگلے سال پانچ سو جہازوں کا بیڑہ لے کر حملہ آور ہوئے۔ قبرص نے صلح کی درخواست کی جسے حضرت معاویہ نے منظور کرلیا۔ مسلمانوں کی خاصی تعداد تقریباً (۱۲,۰۰۰) شام سے یہاں آکر آباد ہوگئی۔ امیر معاویہ رض نے فوج کا ایک دستہ بھی متعین کردیا۔

حضرت معاویہ کی وفات کے بعد قبرص نے مطالبہ کیا کہ مسلمان فوج کو واپس بلا لیا جائے۔ یزید بن معاویہ نے فوج کو واپس بلالیا۔ فوج کے جاتے ھی قبرصی باشندوں نے مسلمان آبادی پر حملہ کردیا۔ اس قتل و غارت گری میں مسلمانوں کی اکثریت شہید ھوئی۔ کچھ لوگ شام واپس آگئے۔ اکثر مسجدیں گرادی گئیں۔

عبدالملک خلیفہ ھوئے تو قبرص ابھی تک مسلمانوں کے خلاف سرگرمیوں میں مصروف تھا۔ خلیفہ نے قبرص سے معاھدہ کی تجدید کا مطالبہ کیا۔ بازنطینی سلطنت قبرص کو غیر جانبدار رکھنے کے حق میں نہیں تھی۔ چنانچہ باز نطینیوں نے پوری کوشش کی کہ قبرص کو مسلمانوں سے الگ کرادیا جائے۔ لیکن یہ خواب پورا نہ ھوسکا۔ اور قبرص نے خراج میں اضافہ منظور کرتے ھوئے صلح کرلی۔ ولید ثانی کے دور میں ۱۲۵ھ میں قبرص کا مستقل طور پر شام سے الحاق کردیا گیا۔

اس زمانے میں اموی حکومت کا آفتاب روبہ زوال تھا۔ خانہ جنگیوں کی وجہ سے باھر کی طرف توجہ ختم ھوگئی۔ اموی حکومت کے کھنڈرات پر عباسی سلطنت قائم ھوئی۔ لیکن جب تک اس کو استحکام حاصل ھوتا، باز نطینی سلطنت اپنا قبضہ بحال کرچکی تھی۔ قسطنطنیہ اس کی قوت کا مرکز تھا۔ صقلیہ اور قبرص کو شطرنج کے مہروں کے طور پر استعمال کررھی تھی۔ اس کی وجہ سے اسلامی سلطنت کی شمالی سرحدیں ھمیشہ خطرے میں رھتی تھیں۔

ھارون الرشید کے عہد میں حمید بن معیوف ھمدانی کو شام اور بحیرہ روم کے علاقے کے فوجی اختیارات ملے تو اس نے حالات کا نئے سرے سے جائزہ لیا۔ اس کی نظریں بھی قبرص پر جاکر رک گئیں۔ دارالخلافت سے اجازت پاکر